Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

روحانی اور باطنی امراض کا تحقیقی جائزہ

1۔ڈاکٹر عبدالرحمن خالد مدنی

،ایسوسی ایٹ پروفیسر ، شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونیورسٹی آف منیجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور۔

2:عمارہ امین

ایم فل علوم اسلامیہ تخصص سیرت النبی ﷺ، شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونیورسٹی آف منیجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور۔

ABSTRACT:

This article is an introduction to the ethical and spiritual aliments. Human being is the combination of body and soul. As human body fell ill, likewise, spiritual illness adversely affects the inner soul of the body. To groom our personality and observe best moral values, we not only need to sensitize ourselves of the spiritual aliments but also require treatment in case of suffering from these diseases .Here few of the ethical diseases are narrated. These include detestation and jealousy, proudest, lying, high desire for worldly gains, dissimilation, and rage, backbiting and dividing people .Hatred and resentment means having your feelings against someone in your heart. This hatred of a Muslim for Muslim is disliked if it is for the sake of religion, then it is beloved by the Allah Almighty, arrogance does not beautify man. Lying is moral disease and the root mother of all evils. It is jealousy to see the blessings of others and to wish for the decline of these blessings. Jealousy cause more damages to jealousies. Those of prefer the love of the world to the love of Allah Almighty can't succeed. The act of showing off is hypocrisy and it is not acceptable to Allah Almighty. Anger damages a person's appearance and inner being. Backbiting and hypocrisy in Islam is extremely unpleasant.

Keywords: *Ethical and spiritual; personality; Almighty*

نفس اور روح کی حقیقت:

اخلاقی اور روحانی برائیوں سے مراد وہ بیماریاں ہیں جن کا تعلق انسان کے باطن سے ہے اور اس میں تمام اخلاقی رزائل شامل ہیں۔ان تمام برائیوں کا مرکز و منبع انسان کا دل ہوتا ہے اگر دل اللہ کے ذکر اور اخلاق حسنہ کی طرف مائل ہوگا تو ایسے انسان کا کردار پاکیزہ ہوگا اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی پسندیدہ ہوگا۔کیونکہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ بات ارشاد فرمائی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر یہ ٹھیک رہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اور اگر اس میں فساد واقع ہوجائے تو سارے جسم میں فساد واقع ہوجاتا ہے۔اگر دل گناہوں کی طرف مائل ہوگا تو اس کے اندر اخلاقی رزائل پیدا ہوجائیں گے۔ جیسے منافقت، چغلی، غیبت، جھوٹ اور حسد وغیرہ۔1

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس کی مثال باز جانور کی سی ہے۔ باز کی تادیب اس طرح کی جاتی ہے کہ اسے گھر میں لاتے ہیں اور اس کی آنکھوں کو سی ڈالتے ہیں تاکہ جو کچھ گھر میں ہے اس کا خوگر نہ ہوجائے پھر اس کو تھوڑا تھوڑا گوشت دیتے ہیں تاکہ وہ باسی گھر کے ساتھ الفت کرے اور اس کا مطیع ہوجائے اسی طرح نفس کو رب تعالیٰ کے ساتھ اُنس پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی تمام عادات کو دور نہ کیا جائے۔2

انسان جسم اور روح دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ روح اصل ہے جب کہ جسم کی حیثیت ایک لباس کی سی ہے۔اگر انسان اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسکا اپنی روح یعنی باطن سے واقف ہونا ضروری ہے۔اس لئے ظاہری جسم کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ باطن کی اصلاح کو بھی ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

انسان کا وجود مرکب ہے اور اس کے دو حصے ہیں۔ ایک وجود حیوانی ہے اور ایک وجود روحانی ہے۔وجود حیوانی جسم اور جان پر مشتمل ہے اور وجود روحانی ایک مستقل شخصیت ہے اور وہ روح ہے۔ جسم و جان کا تصور یکجا ہے جبکہ روح کا اپنا ایک مستقل وجود ہے۔روح کی بھی آنکھیں ہیں، کان ہیں، عقل ہے، جسم کی ان تینوں چیزوں کا تعلق دماغ سے ہے جبکہ روح کی ان تینوں چیزوں کا تعلق دل سے ہے۔3

قرآن مجید کی سورۃ حج میں ارشاد ہے: :

افلم یسیرو فی الارض فتکون لهم قلوب یعقلون بها اواذان یسمعون بها فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔4

یا یہ لوگ زمین میں سیر نہیں کرتے، پھر انکے دل ہوتے جن سے وہ عقل لیتے یا ان کے کان ہوتے جن سے وہ سنتے۔

جس طرح جسم کو طاقت کے لئے غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ اسے زمین سے ملتی ہے اسی طرح روح کو بھی غذا کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ملتی ہے۔روح ہی اصل ہے جبکہ مادی جسم فنا ہونے والا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

زندگی کے جس جزو کو ہم حیات کہتے ہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام روح حیوانی رکھا۔ جس جزو کو ہم نفس کہتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کو روح انسانی کہتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ روح حیوانی کا سفلی اشیاء سے تعلق ہے، اس لئے علم طب میں اس کی وضاحت موجود ہے اور اس کے مزاج کو اعتدال پر رکھنے کے لئے علاج مقرر ہیں تاکہ بیماریوں سے نجات مل سکے اس کے برعکس روح انسانی علوی ہے جو قلب کی حقیقت سے تعلق رکھتی ہے۔

قرآنی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ روحیں اس وقت بھی موجود تھیں جب انسانی جسم کی تخلیق نہیں ہوئی تھی۔ دنیا میں آتے وقت روح کو ایک ٹاسک دیا جاتا ہے کہ وہ یہاں آکر اپنے خالق سے رجوع رکھے گی اور جو ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو للہ تعالیٰ اسے اپنا علم عطا فرماتے ہیں، پھر اسے دین کی سمجھ بھی آجاتی ہے، یہی وہ مقام ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اتقو فراسۃ المومن ، فانہ ' ینظر بنوراللہ ۔ 5

مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مدد سے دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے روح میں غلط اور صحیح کی تمیز شروع سے رکھی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ونفس و ما سوھا۔6

قسم ہے نفس کی اور اس کی جس نے اسے سنوارا۔

روح کی زندگی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ روح پہلے عالم حیات میں آتی ہے پھر عالم برزخ میں اور پھر عالم آخرت میں چلی جائے گی۔ عالم ارواح میں روحوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تیری عبادت کریں گے اللہ رب العزت نے اس وعدے کے آزمانے کے لئے دنیا میں بھیجا کہ کون اپنا وعدہ پورا کرتا ہے اور کون نہیں۔

قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے:

ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی۔7

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے لوگ روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔-

قرآن پاک کی آیات میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ انسان ناقابل تذکرہ شئے تھا۔ ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی۔ یہ بولتا، سنتا، سمجھتا انسان بن گیا۔ بات سیدھی اور صاف ہے کہ انسان گوشت پوست اور ہڈیوں کے ڈھانچے کے اعتبار سے ناقابل تذکرہ شئے ہے۔ اس کے اندر اللہ کی پھونکی ہوئی روح نے اس کی تمام صلاحیتوں اور زندگی کے تمام اعمال وحرکات کو متحرک کیا ہوا ہے۔

ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کا پورا جسم موجود ہونے کے باوجود اسکی حرکت ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی حرکت روح کے تابع ہے۔ درحقیقت روح زندگی ہے اور روح کے اوپر ہی تمام اعمال وحرکات کا انحصار ہے۔8

اخلاقی بیماریوں کا تعلق باطن سے ہے:

نفس اور روح کی حقیقت واضح ہونے کے بعد اس بات کو آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اخلاقی امراض جو انسان کی اصل شخصیت کے بگاڑ کا سبب بنتے ہیں انکی اہمیت کیا ہے؟ اور ان سے آگاہی کس حد تک ضروری ہے۔ ہر عقل سلیم رکھنے والا انسان اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ ظاہری اور مادی شخصیت کے ساتھ ساتھ قلب وروح کا تزکیہ اور باطن کی تطہیر کس قدر ضروری ہے۔ اس مقصد کو اسی وقت حاصل کیا جاسکتا ہے جب ان باطنی امراض سے آگاہی حاصل کر کے اپنی ذات کا محاسبہ کیا جائے اور اپنے آپ کو ان امراض سے بچانے کے لئے بھرپور جدوجہد کی جائے۔ ذیل میں چند اخلاقی اور روحانی امراض کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

بغض اور کینہ:

بغض اور کینہ سے مراد کسی کے خلاف دل میں نفرت یا برے جذبات رکھنا ہے۔ یہ بغض اگر بلاوجہ ہو اور اپنے مسلمان بہن بھائیوں کے لئے ہو تو اللہ کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ ہے لیکن اگر یہ کافروں اور دشمنوں کے لئے ہو اور اس سے دین کی سربلندی مطلوب ہو تو یہی بغض اللہ کے ہاں محبوب ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکفرین۔9

مومن وہ ہیں جو مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور بھائی چارے کا حکم دیا ہے جبکہ کافروں سے اس وقت جب وہ مسلمانوں اور دین اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہوں نرمی اور رعایت نہ برتنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی چاہت یہ ہے کہ اس کہ دل آپس میں ایک دوسرے کی محبت سے لبریز ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کی تعلیم فرمائی۔ ارشاد نبوی ہے۔

لا تباغضو ، ولا تحاسدو ، ولا تدابرو ، ولا تقاطعو، و کونو عباداللہ اخوانا ، ولا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث۔ 10

ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، نہ باہم حسد کرو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ، نہ آپس میں تعلق منقطع کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال چھوڑ رکھے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اگلی امتوں کی مہلک بیماری حسد و بغض تمھاری طرف چلی آ رہی ہے۔ یہ بالکل صفایا کر دینے والی اور مونڈ دینے والی ہے (پھر اپنا مطلب واضح کرتے ہوئے فرمایا) میرے اس کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ بالوں کو مونڈنے والی ہے بلکہ یہ مونڈتی ہے اور بالکل صفایا کر دیتی ہے دین کا۔ 11

ایسی قوم میں محبت عام نہیں ہو سکتی جو کینہ سے بھرپور ہو، جو دشمنی مول لے، اور انتقام کے لئے موقعہ کی تلاش میں رہے، وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا، اور پریشانیوں میں اوندھے پڑے رہتے ہیں۔ لوگوں کے تعلقات کو کینے سے زیادہ کسی چیز نے خراب نہیں کیا، یہی مخفی بیماری پھیلنے والا شر، جو کہ آبادیوں کو منہدم اور خزانوں کو خالی کر سکتا ہے، قربت اور دوستی کو ختم کر کے لڑائی کی وجہ بنتا ہے۔ کینہ کو تم ایسے پاؤ گے کہ یہ وبائی خارش کی مانند چھپنے کے بعد اچانک منتشر ہو جاتا ہے۔ کتنی جلدی کینہ لوگوں کے بعد قریب آتا ہے، کتنی جلدی ظاہر ہوتا ہے، پھر کتنا نزدیک آ جاتا ہے اور کس قدر پھیل جاتا ہے، بدترین افزودگی ہے کینہ پروری، جو بچوں کے دلوں میں تیزی سے گھر کرتا ہے، جو نسلوں کے سینوں میں جاگزیں ہوتا ہے، اور دائمی اور سرمدی ہوتا ہے۔ 12

بغض آدمی کو اس شخص سے دوری اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے جس کے لئے دل میں بغض پیدا ہو جائے جب کہ کینہ اس آدمی کو نقصان پہنچانے کی خواہش پیدا کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں بغض غصے سے مماثلت رکھتا ہے اور کینہ حسد سے۔

بغض اور کینے کے اسباب مشترک ہیں یعنی جس وجہ سے بغض پیدا ہوتا ہے وہی وجوہات کینے کو جنم دیتی ہیں۔ اسکے اسباب یہ ہو سکتے ہیں۔ ناشکری، دل کا مسلمانوں کی محبت، خیر خواہی اور اکرام سے خالی ہونا احساس کمتری، خود پسندی، اپنی بڑائی کی خواہش اور دنیاوی ناکامیوں سے مبالغے کے ساتھ متاثر ہونا۔

تبصرہ: بغض و کینہ ہمارے دلوں کی پاکیزگی کو بری طرح متاثر کرتا ہے جس کی وجہ سے دل دوسروں کے لئے ہمدردی، خیر خواہی اور اچھے جذبات سے خالی ہو جاتا ہے۔ نیز وہ سب بے سبب دوسروں کو نقصان پہنچانے کے درپہ ہوتا ہے۔

بخل:

بخل دل کی تنگی کا نام ہے۔ دنیاوی چیزوں سے اس قدر محبت ہوتی ہے کہ دل یہ چاہتا ہے کہ اپنی چیزیں سنبھال سنبھال کر رکھے اور اگر کوئی کسی چیز کا سوال کرے تو اس کے دل پر یہ بات بہت گراں گزرتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے۔

و من یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون ۔13

یعنی جس کو حق تعالٰی نے بخل سے محفوظ رکھا اسکی نجات ہو گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

البخیل بعید من اللہ ، بعید من الناس، بعید من الجنۃ ، قریب فی النار، ولجاھل سخی احب الی اللہ من عابد بخیل ۔14

بخیل اور کنجوس آدمی اللہ سے دور، یعنی قرب خداوندی کی نعمت سے محروم ہے، اللہ کے بندوں سے بھی دور ہے (کیونکہ اس کی کنجوسی کی وجہ سے وہ اس سے الگ اور بے تعلق رہتے ہیں) اور جنت سے دور اور دوزخ سے قریب ہے اور بلاشبہ ایک بے علم سخی اللہ تعالٰی کو عبادت گزار کنجوس سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔

جو مال اللہ تعالٰی نے عطاء فرمایا اسے امانت سمجھنے کی بجائے اپنی ذاتی ملکیت تصور کرنا اور اسے سنبھال سنبھال کر اور چھپا کر رکھنا یہ بخل کہلاتا ہے یعنی مال اور چیزوں کی محبت اس پر اتنی غالب ہو جاتی ہے کہ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ یہ سب چیزیں وقتی اور فناء ہونے والی ہیں۔ بخل کی سادہ سی تعریف یہ ہے، دولت یا دیگر دنیاوی چیزوں سے ایسی محبت ہو کہ انہیں ایسے مواقع پر بھی خرچ نہ کرے جس کی اللہ تعالٰی نے تاکید کی ہے اور جن کا اجر یقینی ہو۔ بخیل وہ آدمی ہے جو مال وغیرہ کی محبت میں اس شدت سے گرفتار ہو کہ اللہ بھی اگر اس سے کچھ طلب کرے تو وہ نہ دے۔ 15

بخیل شخص کے اخلاق، معاملات اور رویئے میں بھی تنگی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ وہ شفقت، ہمدردی، احسان، رواداری، حسن سلوک جیسے اوصاف سے عاری دکھائی دیتا ہے۔ دوسروں کو پھلتا، پھولتا، خوشحال اور مسکراتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس کی ذات سے دوسروں کو زحمت ہی ملتی ہے۔ اسے پھول سے الجھن ہوتی ہے وہ راست میں کانٹے ڈالنے کا ہی کام کرتا ہے۔ دین اسلام نے نرمی اور محبت، سخاوت اور فیاضی کا مزاج دیا ہے۔ اچھے احساسات اور جذبات کا اظہار نہ کرنا بھی بخل ہے۔ اس کوتاہی سے کتنے خاندان بکھر جاتے ہیں۔ کتنے جوڑے بچھڑ جاتے ہیں، کتنے بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ گھر اجڑ جاتے ہیں۔ اسکے برخلاف دوسروں کے لئے بہتر جذبات اور احساسات کا اظہار کرنے سے

تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے قبولیت کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ 15

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شریعت میں جس چیز کا خرچ کرنا شرعا یا مروتا ضروری ہو اس میں تنگ دلی کرنا بخل ہے۔ 16

:ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

بخیل اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے ذمے واجب خرچے ادا نہ کرے، چنانچہ جو شخص اپنے ذمے تمام واجب خرچے ادا کر دے تو اسے بخیل نہیں کہا جائے گا، بخیل وہی ہے جو لازمی اور ضروری خرچے ادا نہ کرے۔ 17

غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں :

بخیل وہ شخص ہے کہ جو جہاں پر خرچ کرنے کی ضرورت ہو وہاں پر خرچ نہ کرے، چاہے وہ ضرورت شریعت کی روشنی میں ہو یا مروت کی روشنی میں، تو ایسے میں اسکی مقدار معین کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ 18

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

تبصرہ: بخل کی وجہ سے انسان فانی چیزوں کی محبت میں مبتلا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی سے محروم ہو جاتا ہے۔لہذا بخل کے مقابلے میں سخاوت کو اختیار کرنا اللہ تعالیٰ اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں محبوب عمل ہے۔

تکبر کی تعریف:

دوسروں کی تحقیر کرتے ہوئے خود کو بڑا سمجھنا۔کسی واقعی خوبی اور فضیلت کی بنیاد پر اپنے آپ کو بعض ایسے لوگوں سے بہتر سمجھنا جن کے اندر یا تو وہ خوبی پائی ہی نہیں جاتی یا نسبتاً کم پائی جاتی ہے یہ نامناسب بات تو ہے لیکن اسے تکبر نہیں کہہ سکتے۔تکبر کا ایک لازمی جزو دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا ہے۔جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

الکبربطر الحق و غمط الناس۔19

یعنی تکبر یہ ہے کہ آدمی جانتے بوجھتے حق بات کو رد کرے اور لوگوں کی تحقیر کرے۔

تکبر کی دو قسمیں ہیں ایک مطلق اور دوسرے جزوی۔

مطلق تکبر یہ ہے کہ آدمی اپنی واقعی یا فرضی خوبی کی نسبت اللہ کی طرف کئے بغیر دوسروں کو تحقیر کی نظر سے دیکھے۔یہ تکبر شرک اور کفر تک پہنچا دیتا ہے۔جزوی تکبر میں آدمی اس خوبی کو اللہ کی دین سمجھتا ہے مگر اس کی روح سے بیگانہ ہو کر اسے دوسروں کی توہین وتحقیر کا ذریعہ بنالیتا ہے۔گویا تکبر کی دونوں قسموں میں دو چیزیں مشترک ہیں:خود کو بڑا جاننا اور دوسروں کی تحقیر،خواہ احساس میں ہو یا عمل میں۔

تکبر ایک ایسی روحانی اور اخلاقی بیماری ہے جو شخص اس میں مبتلا ہوتا ہے وہ خود کو دوسروں سے بڑا سمجھتا ہے اور دوسروں کو خود سے کم تر اور حقیر جانتا ہے۔جب کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔تکبر کرنے والا اگر عرش پر بھی ہو تو فرش پر آگرتا ہے۔ہمارے سامنے فرعون کی مثال ہے جس نے تکبر میں آکر خدائی کا دعوی کر لیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بنادیا۔اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

ولا تمش فی الارض مرحا۔20

اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن نہ بات کریں گے نہ ہی انہیں پاک صاف کریں گے،حضرت ابو معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نہ انکی طرف نظر رحمت سے دیکھیں گے ، انکے لئے دردناک عذاب ہوگا، جھوٹا بادشاہ، بوڑھا زانی اور مفلس تکبر کرنے والا۔21

روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں زیب وزینت کو پسند کرنے والا ہوں،کیا یہ تکبر ہے فرمایا نہیں یہ تکبر نہیں ہے،متکبر وہ شخص ہے جو حق سے روگردانی کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے حالانکہ وہ بھی اس کی مانند اللہ کے بندے ہیں یا اس جیسے ہیں یا اس سے اچھے۔وہب بن منبہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو ایمان لانے کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ میں ہامان سے مشورہ کر لوں،ہامان سے مشورہ لیا تو اس نے کہا،اب تو خود رب ہے اور لوگ تیری عبادت کرتے ہیں،پھر تو بندہ ہو جائے گا اور دوسرے کی عبادت کرے گا۔پس اس نے اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے انکار کیا اور غرق ہو گیا۔22

تبصرہ:

تکبر کی وجہ سے انسان اپنی ان خوبیوں پر ناز کرتے ہوئے دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی دین ہیں اور وہ جب چاہیں واپس لے سکتے ہیں۔تکبر کا انجام ہمیشہ کی رسوائی اور ناکامی ہیں اس لئے عاجزی کو اختیار کرنا چاہیے۔

جھوٹ : جھوٹ ایک ایسی اخلاقی بیماری ہے جسے تمام برائیوں کی جڑ کہا گیا ہے جو شخص جھوٹ کو اپناتا ہے گویا وہ تمام برائیوں کو اپناتا ہے اور جو شخص جھوٹ کو چھوڑ دیتا ہے گویا وہ تمام برائیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب ۔23

بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتے جو حد سے گزرنیوالا ہو اور جھوٹا ہو۔

جس شخص کی زندگی میں جھوٹ داخل ہو جاتا ہے اس کی زندگی سے برکت اٹھ جاتی ہے اور وہ اچھائی اور برائی کا ادراک کھونے لگتا ہے۔یہ عمل اللہ تعالیٰ اور انکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب، واذا وعداخلف، واذااوتمن خان ۔24

منافق کی علامتیں تین ہیں۔جب بات کرے تو جھوٹ بولے،جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

جھوٹ کی شدید خرابی اور قباحت پر دلالت کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ یہ منافقوں کی خصلتوں میں سے ایک خصلت، اور انکی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ جھوٹ ترک کرنے کی برکات دنیا اور آخرت دونوں میں ہیں، اس سلسلے میں ایک بہترین مثال غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل نہ ہونے والے تین حضرات صحابہ رضی اللہ عنھم کا واقعہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے غزوہ سے غیر حاضری کے متعلق استفسار کیا، تو انہوں نے جھوٹ کو چھوڑتے ہوئے ساری صورت حال سچ سچ عرض کر دی۔ ان کے اس طرز عمل پر اللہ تعالیٰ ان سے اس قدر راضی ہوئے کہ ان پر وہ انعام فرمایا جو انکی نگاہوں میں نعمت اسلام کے بعد رب ذوالجلال کا ان پر سب سے بڑا انعام تھا۔ بعض لوگ ازراہ تکلف جھوٹ بولتے ہیں۔ انہیں کوئی چیز پیش کی جائے، تو وہ اس کی شدید رغبت اور خواہش کے باوجود کہتے ہیں: مجھے اس کی خواہش نہیں۔ علامہ غزالی نے تحریر کیا کہ جھوٹ کی ایک عام رائج صورت جس کے بارے میں تساہل کیا جاتا ہے، یہ ہے کہ کسی سے کہا جائے، کھانا تناول فرمائیے اور وہ جواب میں کہے مجھے اس کی طلب نہیں (حالانکہ اس کو اس کی طلب ہوتی ہے)۔ ایسا کرنے سے روکا گیا ہے اور یہ حرام ہے اگرچہ دلی ارادے سے بھی نہ کہے۔ لہذا جھوٹ کی بعض جائز صورتوں کے علاوہ ہر حال میں جھوٹ سے بچنا ضروری ہے۔

جھوٹ ایک ایسی بری عادت ہے جس کی وجہ سے انسان برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے اور جب کوئی شخص جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے تو اسے اپنی برائیوں کا ادراک نہیں رہتا۔ یہی برائیاں اسے ہمیشہ کی ناکامی یعنی دوزخ کی طرف لے جاتی ہیں۔ لوگ تو جھوٹے شخص پر اعتبار کرنا چھوڑ دیتے ہیں مگر بڑی بدقسمتی یہ کہ وہ اللہ کے ہاں بھی جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

جھوٹ ایک ایسی بیماری ہے جو معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ فتنہ وفساد، عداوت ودشمنی کا باعث بنتی ہے۔ اگر ہم پرامن معاشرہ ہیں تو ہمیں صدق و امانت کو عام کرنا ہو گا۔ بلا تحقیق کسی کی بات پر یقین کرنے کی عادت کو ترک کرنا ہو گا۔ اپنے اداروں کو چلانے کے چاہتے لئے جو قوانین بنائیں اس میں سچائی اور عدل وانصاف کو ترجیح دینا ہو گی۔ گھروں، اپنے معاملات اور زندگی کے تمام شعبوں میں دیانت

دارانہ اصولوں کو اپنا کر ہی ہم ایک باکردار اور ترقی یافتہ قوموں کی صف میں شامل ہو سکتے ہیں۔25

تبصرہ: جھوٹ بولنا نہ صرف ایک مومن کی شان کے خلاف ہے بلکہ یہ ہر طرح کی برائیوں کی طرف راغب کرنے والا ہے۔ مگر افسوس کہ آج یہ مسلم معاشرے میں مکمل طور پر سرایت کر چکا ہے جس کی وجہ سے معاشرہ برائیوں کی آمجگاہ بن چکا ہے ان بھی اگر ہم نے اس سے اپنا دامن نہ بچایا تو یہ ہمیں ذلت وپستی کی گہری کھائی میں دھکیل دے گا۔

حسد:

حسد ایک ایسی اخلاقی بیماری ہے جس کا سب سے زیادہ نقصان حسد کرنے والی کی اپنی ذات کو ہوتا ہے۔ وہ شخص دوسروں کی نعمتوں اور صفات کو دیکھ کر اپنے اندر جلن محسوس کرتا ہے کہ یہ نعمت اسے ملی ہے مجھے کیوں نہیں ملی اور اگر مجھے یہ نعمت نہیں مل رہی تو اس سے بھی یہ نعمت چھن جائے۔ ایسی کیفیات رکھنے والا انسان اللہ تعالیٰ کے قرب اور دوستی سے محروم ہو جاتا ہے۔

ام یحسدون الناس علی ماآتھم اللہ من فضلہ۔ 26

کیا انہیں اس بات کا حسد ہے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے فضل سے نوازا ہے؟

حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔ 27

حسد سے بچو اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

:اس طرح ایک روایت میں آتا ہے

اگلی امتوں کی مہلک بیماری یعنی حسد وبغض تمھاری طرف چلی آرہی ہے، یہ بالکل صفایا کر دینے والی اور مونڈ دینے والی ہے (پھر اپنا مقصد واضح کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میرے اس کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ بالوں کو مونڈنے والی ہے، بلکہ یہ مونڈتی ہے اور بالکل صفایا کر دیتی ہے دین کا۔28

حسد اور رشک:

حسد یہ ہوتا ہے کہ کسی کی نعمت یا صفت کو دیکھ کر اسکے زاول کی تمنا کرنا اور یہ خواہش کرنا کہ یہ نعمت مجھے مل جائے اور یہ وصف مجھے حاصل ہو جائے۔ اور اگر ایسا ہو کہ کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ خواہش کی جائے کہ اس شخص کی نعمت میں مزید اضافہ ہو اور مجھے بھی یہ نعمت حاصل ہو جائے تو یہ رشک ہے اور جائز بھی ہے اور اگر ایسا دین کے معاملے میں ہو تو یہ پسندیدہ اور واجب ہے۔

کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے یعنی تم اپنے آپ کو ایک دوسرے سے آگے بڑھاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسد دو چیزوں میں ہوتا ہے ایک تو یہ کہ حق تعالیٰ کسی شخص کو مال اور علم دونوں عنایت فرمائے وہ اپنے مال کو علم کے مطابق صرف کرے اور دوسرا شخص کہ جس کے پاس صرف علم ہے مال نہیں ہے وہ یہ کہے کہ اگر حق تعالیٰ مجھے بھی مال عطا کرتا تو میں بھی اسی طرح صرف کرتا تو یہ

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

دونوں شخص ثواب میں ایک دوسرے کے برابر ہیں۔

کسی کے زوال نعمت کی تمنا کرنا انتہائی بری خصلت ہے۔ سورۃ فلق میں ایسے حاسدوں کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔

ومن شر حاسداذا حسد۔29

اور حاسد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جب وہ حسد کرے۔

اس آیت کریمہ میں جس شر کا ذکر کیا گیا ہے وہ حسد ہے۔ یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ حاسد کا نفس یعنی محسود حسد کئے گئے شخص کے لئے شر و تکلیف کا باعث ہے۔ اگر وہ اپنے ہاتھ اور زبان سے محسود کو ضرر پہنچانے کی کوشش نہ بھی کرے تب بھی اس کا خبث باطن ایک ایسا شر ہے جس سے پناہ مانگنا لازم ہے۔ قرآن پاک میں کوئی لفظ مہمل نہیں اور ہر لفظ کے ذکر سے مخاطب کے ذہن میں کسی خاص حقیقت کا نقش کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اسی طرح آیت مذکورہ میں ﴿اذا حسد﴾ کے الفاظ بڑھانے میں ایک نقطہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حاسد اس شخص کو کہتے ہیں جس کی ذات میں حسدہ موجود ہو، لیکن بعض اوقات وہ اپنی اس صفت سے غافل ہوتا ہے، تاہم جوں ہی اس کے دل میں حسد کا خیال آتا ہے اس کے دل میں حسد کا ایک شعلہ بھڑک اٹھتا ہے جس کی چنگاریوں کے محسود تک پہنچنے کا بہت امکان ہوتا ہے۔ اس لئے اگر محسود اللہ تعالٰی کی حفاظت اور حمایت میں پناہ نہ لے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر مسنون دعاؤں اور ماثورہ وظائف میں مشغول نہ ہو تو یقیناً حاسد کی آتش حسد کے شعلے اس کو جھلسا دینے میں کوتاہی نہیں کریں گے۔30

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا: حضرت

ایحسد المومن

کیا مومن حسد کر سکتا ہے؟

: تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ماانسک اخوۃ یوسف

کیا تم یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بھول گئے۔

یعنی وہ صرف مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ ایک نبی کی اولاد بھی تھے اس کے باوجود بھی حسد میں مبتلا ہو کر اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال دیا، ہر انسان کے اندر حسد ہوتا ہے لیکن تم اسے اپنے دل میں چھپائے رکھو جب تک تم اسے چھپائے رکھو گے اور اس کی وجہ سے کسی کو زبان یا ہاتھ سے تکلیف نہ دو گے، اس کا تمھیں کوئی نقصان نہ ہو گا۔

معلوم ہوا کہ ہر انسان کے دل میں یہ بیماری ہوتی ہے، لیکن صرف دل میں حسد ہونے کی وجہ سے انسان گناہ گار نہیں ہو گا، گناہ گار اس وقت ہو گا جب وہ اس پر عمل کرتے ہوئے کسی سے نعمت کے چھن جانے کی تمنا کرے یا زبان و دیگر اعضاء سے وہ محسود کو تکلیف پہنچائے۔31

تبصرہ: حاسد دراصل اپنی قسمت پر شاکر نہیں رہتا اس وجہ سے اسکی نظر ہمیشہ دوسروں کو حاصل ہونے والی نعمتوں پر ہوتی ہے۔

جبکہ خود کو حاصل نعمتوں کا اسے احساس تک نہیں ہوتا۔ حاسد شخص ہمیشہ بے چینی کا شکار رہتا ہے اور وہ اپنی نیکیوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

حرص و طمع:

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ۔32

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجئے۔

: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

ایاکم والشح فانما ھلک من کان قبلکم بالشح ، امرھم بالبخل فبخلو وامرھم بالقطیعۃ فقطعو او امرھم بالفجور ففجرو۔33

حرص و طمع سے بچو کیونکہ تم سے پہلی قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں۔ اسی نے انکو بخل کرنے کو کہا تو انہوں نے بخل کو اختیار کیا، اسی نے انکو قطع (یعنی حقوق و قرابت کی پامالی) کے لئے کہا تو انہوں نے قطع رحمی اختیار کی، اسی نے انکو بدکاری کے لئے کہا تو انہوں نے بدکاریاں کیں۔

حرص نفس کی وہ بیماری ہے جس میں وہ اپنی ضروریات اور استحقاق سے زیادہ کا طالب ہوتا ہے اور یہ طلب کسی بھی حد تک پہنچ کر ختم نہیں ہوتی گویا حرص نفس کی اس نہ ختم ہونے والی طلب کا نام ہے جس کا مطلوب عموماً دنیاوی ہوتا ہے۔

طمع کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے؛ نزوع النفس الی شئ شھوۃ لہ ۔ (شہوت یعنی اشتہاء کی وجہ سے کسی چیز کی طرف انسان کی طبیعت کے کھنچ جانے کو۔ طمع کہتے ہیں۔ انسان کے اندر عام طور پر مال کی بہت طمع ہوتی ہے، چاہے مرد ہو یا عورت ہو۔ انسان کا دل چاہتا ہے کہ اس کے پاس امیدوں سے بھی زیادہ ہو۔

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کہتے ہیں کہ آسمان پر جو سب سے پہلا گناہ ہوا وہ طمع کی وجہ سے ہوا۔ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو بتایا کہ اگر آپ اس درخت کے پتے کھالیں گے تو آپ ہمیشہ جنت میں ہی رہیں گے۔ اب یہ چیز انہیں اچھی لگی کہ ہم ہمیشہ ہمیشہ اللہ کے قرب اور انکی نعمتوں میں رہیں، اس وجہ سے اس درخت کا پھل کھالیا۔ ورنہ آدم علیہ السلام کا ارادہ نافرمانی کا نہیں تھا۔ گویا کہ آسمان پر سب سے پہلی نافرمانی طمع کی وجہ سے ہوئی۔ ایک ہوتی ہے انسان کی ضرورت۔ شریعت نے اسے پورا کرنے کا حکم دے دیا کہ اپنی ضرورت کو

پورا کرو مگر ایک ہوتی ہے لالچ طمع)۔ اس کو روک دیا گیا کیونکہ اس دنیا میں انسان کی طمع پوری نہیں ہو سکتی، لہذا انسان ایسے جذبات کو روکے جو اسے شریعت کی حدود سے باہر لے جائیں۔)

انسان کے اندر سے یہ ہوس، حرص اور طمع کیسے نکلے ؟ اس کا علاج بھی ہمارے مشائخ نے بتایا ہے

پہلی بات یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کریں۔ جب موت کو کثرت سے یاد کریں گے تو پھر دنیا کی طمع دل سے نکل جائے گی۔ دوسری بات یہ کہ فضول خرچی سے بچیں۔ تیسری بات یہ کہ غریبوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی عادت بنائیں۔ غریبوں سے دوستی دل میں دنیا کی محبت نہ ہونے کی علامت ہے۔ چوتھی بات یہ کہ زاہدین کی مجلس میں بیٹھا کریں۔ پانچویں بات یہ کہ پسندیدہ چیز کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کریں۔ 34

تبصرہ: حرص و طمع ایک ایسی چیز ہے جس میں انسان کو ہمیشہ زیادہ کی ہوس رہتی ہے جو کچھ بھی اسے مل جائے وہ اسے اپنے لئے کم سمجھتا ہے۔ اسی موقعہ کے لئے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کا پیٹ تو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔

حب دنیا:

حب دنیا یہ ہے کہ دنیا اس قدر مطلوب ہو جائے کہ آدمی اس کے حصول کا ہر ذریعہ، خواہ صحیح ہو یا غلط اختیار کرلے اور اس کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ناراضگی اور غضب کو بھی خاطر میں نہ لائے۔ دوسرے لفظوں میں دنیا کی محبت اللہ کی محبت پر غالب آجائے۔

وما هذه الحيوة الدنيا الا لهو و لعب و ان الدار الاخرة لهى الحيوان لو كا نو يعلمون۔35

اور یہ دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشا ہے۔ آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے۔ کاش وہ اس حقیقت کو جانتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

و عن عبدالله بن عمروقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد افلح من اسلم و رزق كفافاو قنعه الله بما اتاه۔36

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس شخص نے فلاح پالی جس نے اسلام قبول کرلیا اور بقدر ضرورت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس چیز پر جو اس کو دی قناعت بخشی۔

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حریصوں کی آنکھ کا کوزہ کبھی پُر نہ ہوا اور سیپ جب تک قناعت اختیار نہیں کرتی یعنی جب تک منہ بند نہیں کرتی اس میں موتی نہیں بنتا۔ حدیث مذکور میں اسلام کی نعمت کے بعد قناعت کے ذکر سے امت کو یہ تعلیم دی گئی کہ قناعت سے وقت فارغ ہوتا ہے جو آخرت کی تیاری میں استعمال ہو کر فلاح اخروی کا سبب بنتا ہے۔37

متاع دنیا خواہشات نفسانی اور مال و دولت فانی اور زوال پذیر ہے، اس لئے اہل اللہ ان باتوں کی طرف زیادہ توجہ نہیں کرتے اور جو شخص بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں گہری نظر سے دنیا کا مطالعہ و مشاہدہ کرے گا، وہ اس دنیا کو مردہ اور سڑی ہوئی لاش سے بھی زیادہ برا سمجھے گا اور اس کی محبت کو دل سے نکال کر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے اپنے قلب کو منور کرے گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر یاد الٰہی سے غافل ہو جانا نہایت خسران کا باعث ہے۔ یہ دنیا اہل ایمان کے نزدیک ہمیشہ قابل نفرت رہی ہے جبکہ کفار کا وطیرہ رہا ہے کہ وہ رب کی معرفت کے حصول کی بجائے دنیا اور اسکے سازو سامان ہی کو زندگی کی معراج سمجھتے ہیں۔

کوئی ضروری نہیں کہ دنیا کی محبت رکھنے والے کی ہر چاہت پوری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے اس کے ارادے کسی حد تک پورے کردے البتہ ایسے دنیا پرست لوگ آخرت میں خالی رہ جائیں گے۔ دنیا طلبی انہیں جہنم کے گڑھے میں انتہائی بری حالت اور ذلت و خواری کے ساتھ پہنچادے گی۔ کیونکہ انہوں نے باقی رہنے والی زندگی کو فانی اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی تھی۔38

تبصرہ: دنیا اور اسکی رنگینیاں انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہیں مگر اس کی حیثیت ایک سراب کی سی ہے جو دور سے دیکھنے پر تو چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے مگر قریب جا کر اس کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

ریا:

ریا کا مطلب دکھاوا کرنا ہے یعنی ہر وہ کام جو اللہ کی رضا کی نیت کے علاوہ کسی غیر کو دکھانے کے لئے کیا جائے اسے دکھاوا کہا جاتا ہے دوسرے لفظوں میں وہ تمام نیک کام یا عبادات جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت یا ارادے سے نہ ہوں بلکہ کسی اور مقصد اور ارادے سے کئے جائیں وہ ریاکاری میں داخل ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يايها الذين أمنو لا تبطلو صدقتكم بالمن والاذى كا لذى ينفق ما له' رئآء الناس۔39

اے ایمان والو اپنے صدقے احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ریا کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

عبادات میں معبود سے بالکل غافل ہو کر یاعبادات کے حقیقی مقاصد (اخلاص وغیرہ) کو نظر انداز کر کے مخلوق کی نگاہ میں اچھا اور بڑا بننے کی کوشش کرنا ریا کہلاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں عبادت کے دوسرے سرے پر جہاں معبود کو ہونا چاہیے وہاں مخلوق کو براجمان کر لینا ریا ہے۔

: حدیث مبارکہ میں آتا ہے

من يسمع يسمع الله به ،و من يراء ، يراء الله به ـ40

جو شخص لوگوں کو اپنی نیکی سنانا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کی برائی یا اس کا عذاب لوگوں کو سنائے گا اور جو شخص دکھانے کے لئے عبادت کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو دکھلائے گا۔(یعنی قیامت کے دن اس کے عیب لوگوں کو دکھلائے گا یا صرف ثواب لوگوں کو دکھلائے گا اور ملے گا کچھ نہیں سوائے خاک کے۔ ریاکاری کی خطرناکی فرد معاشرہ اور پوری امت پر بہت زیادہ ہے، کیونکہ ریاکاری سارے اعمال کو اکارت کر دیتی ہے

،

والعیاذ باللہ۔ ریاکاری مسلمان کے لئے مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ریاکاری بکریوں کے ریوڑ میں بھیڑیے کے جاگھسنے سے بھی زیادہ تباہ کن ہے۔ ریاکاری اعمال صالحہ کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ ریاکاری اعمال صالحہ کی برکت کو ختم کر دیتی ہے۔ ریاکاری آخرت کے عذاب کا سبب ہے، اسی لئے قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگون سے جہنم بھڑکائی جائے گی وہ تین قسم کے لوگ ہوں گے: قاری، مجاہد اور اپنے مال کا صدقہ کرنے والا، جنہوں نے اس لئے یہ اعمال انجام دیئے تھے کہ کہا جائے کہ فلاں قاری ہے، فلاں بڑا بہادر اور فلاں بڑا سخی اور خیرات کرنے والا ہے۔ ان کے اعمال خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نہ تھے۔ لہذا ریاکاری سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔41

تبصرہ: حدیث مبارکہ میں تھوڑی سی ریاکاری کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ کسی بھی عمل کی قبولیت کے لئے اخلاص نیت کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ شرک توحید کی ضد ہے اس سے تمام اعمال اور عبادات ضائع ہو جاتی ہیں۔

غضب:

غضب یعنی غصہ ایک ایسی اخلاقی بیماری ہے جو انسان کے اخلاق و کردار کو بری طرح متاثر کرتا ہے اس سے سوچ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور گفتگو میں ناشائستگی آتی ہے غصے میں مبتلا شخص بعض اوقات کوئی ایسی غلطی کر بیٹھتا ہے جس کا مداوا ساری زندگی ممکن نہیں ہوتا۔

: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

والذين يجتنبون كبٰر الاثم والفواحش واذا ما غضبو هم يغفرون۔42

مومن وہ ہیں جو بڑے گناہوں اور بے حیائی سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔

: حدیث مبارکہ میں آتا ہے

ليس الشديد بالصرعة ، انما الشديد الذى يملك نفسہ' عند الغضب ـ43

پہلوان اور طاقت ور وہ نہیں ہے جو مدمقابل کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان اور شہ زور در حقیقت وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔

عن ابى هريرة رضى الله عنه ، ان رجلا قال للنبى اوصنى،قال لا تغضب، فردد ذلک مرارا قال: لا تغضب۔44

غصہ وہ چیز ہے جس سے آدمی قتل کر بیٹھتا ہے اور یہی چیز ہے جس سے طلاق دے بیٹھتا ہے اور اپنا گھر ویران کر لیتا ہے۔ اور غصہ طباء بھی مضر ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ مجھے غصہ آیا تو رات بھر نیند نہیں آئی، نیند نہ آنے سے جو صحت پر برا اثر پڑتا ہے وہ پڑا تو یہ غصے کی ہی خرابی ہوئی۔ زیادہ تر غصے کا سبب کبر ہے اس کا علاج اپنی حقیقت میں غور کرنا ہے۔ جیسا کہ امام غزالی نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص فاخرہ لباس میں اکڑتا ہوا چلا جا رہا تھا، ایک بزرگ نے نصیحت کے طور پر کہا کہ میاں ذرا تواضع کے ساتھ چلو۔ تو ہو کہتا ہے کہ تم مجھے جانتے نہیں کہ میں کون ہوں۔ یہ بولے ہاں جانتا ہوں کہ آپ کون ہیں تمھاری حقیقت یہ ہے۔ تمھاری ابتدائی حالت تو یہ ہے کہ

نطفہ ناپاک تھے اور آخری حالت یہ ہوگی کہ سڑے ہوئے مردار ہو جاؤ گے اور درمیانی حالت یہ کہ دو سیر سے کم پاخانہ تمھارے پیٹ میں نہیں۔ حقیقت میں یہ باتیں ایسی ہیں کہ غصہ کے وقت ان پر غور کرنا چاہیے کیونکہ منشاء غضب کا اکثر کبر ہے اور کبر کا منشاء اپنی حقیقت سے بے خبر ہے تو یہ علمی علاج ہے۔45

غصہ کرنے والے لوگوں پر غصہ کے کچھ ایسے اثرات مرتب ہوتے ہیں جو بسا اوقات بڑے ہی نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں اور کچھ اثرات ایسے ہیں جو غصہ کرنے والے آدمی کے دینی اور اسلامی کاموں پر مرتب ہوتے ہیں، اس لئے ان نقصانات سے بچ کر انسان کو زندگی گزارنی چاہیے۔ غصہ کرنے والے کی ذات پر غصے کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان میں پہلا اثر یہ ہے کہ غصہ کرنے والے شخص کا بدن اور جسم طرح طرح کی مہلک بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ دوسرا اثر یہ کہ اس کا دین بھی ناقص ہو جاتا ہے، کیونکہ انسان جب غصے میں ہوتا ہے تو وہ چغلی اور غیبت کی طرف جاتا ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کو جس پر غصہ آتا ہے اس کی عزت تار تار کر دیتا ہے،

کا مال سلب کر لیتا ہے اور اس کی خون ریزی سے بھی گریز نہیں کرتا، اس کا غصہ اس کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔

غصہ کرنے والا شخص اپنے نفس پر قابو نہیں پا سکتا جس سے اسکی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس سے ایسی حرکتیں صادر ہوتی ہیں جس کا انجام سوائے شرمندگی کے کچھ نہیں۔ غصہ کرنے والا بہت زیادہ غلطیوں کا ارتکاب کرتا ہے، وہ معاصی اور گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ غصے کی آگ میں جلنے والے یا دینی اور دنیاوی اسلامی کاموں پر غصے کے مضر اثرات اور ہلاکت خیز انجام

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کو گہری بصیرت کے آئینے میں دیکھنے سے آدمی اس مضر بیماری سے محفوظ رہ سکتا ہے۔46

تبصرہ: غصہ جائز چیز کے لئے ہو تو شریعت میں پسندیدہ ہے البتہ بے جا غصہ عقل کو سلب کر لیتا ہے، صلاحیتوں کو متاثر کرتا ہے اور بعض دفعہ ایسے نقصان کا باعث بنتا ہے جس کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔

غیبت:

غیبت ایک ایسی برائی ہے جس کی وجہ سے فساد بھی پھیلتا ہے ایک تو غیبت بذات خود اللہ تعالیٰ کی نظر میں ناپسندیدہ عمل ہے دوسرا فساد پھیلانے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

ولا يغتب بعضكم بعضا ايحب احدكم ان يكل لحما اخيه ميتا فكرهتموه واتقوالله ان الله تواب رحيم ۔47

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم خود نفرت کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ سب آپس میں پیار محبت سے رہیں اور ایک دوسرے کے لئے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات رکھیں اسی طرح ایک دوسرے کی برائیوں کے اچھالنے کے مقابلے میں ان پر پردہ ڈالنے والے اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہوتے ہیں۔ بلاوجہ دوسروں کے معاملات میں مداخلت کرنے اور انکے معاملات کے تجسس میں رہنے سے منع فرمایا کیونکہ روز قیامت ہمارے تمام اعضاء جواب دہ ہوں گے۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی قرار دیا تا کہ وہ اپنے بھائی کا ہر لحاظ سے خیال رکھے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

كل المسلم على المسلم حرام دمه و عرضه و ماله ۔48

ہر مسلمان کا خون اس کی آبرو اور اس کا مال ہر دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

غیبت مسلمانوں کی عزتوں کو نوچنے کا نام ہے۔ مسلمانوں میں اس مرض کے پھیلنے کی وجہ عام لوگوں پر برتری حاصل کرنا اور اہل علم کے درمیان اس کا سبب جاہل لوگوں پر برتری قائم کرنا ہے۔ کوئی مجلس اس وقت تک پر رونق نہیں ہوتی جب تک اس میں غیبت کو شامل نہ کیا جاتا اور سننے والا بھی اسے اچھا نہیں سمجھتا۔ حتیٰ کہ عام مسلمانوں کی مجالس بھی اسی طرح ہو گئی ہیں اور کوئی مجلس اس سے خالی نہیں۔

غیبت کی پانچ اقسام ہیں۔

بدن میں غیبت: جیسا کہا جائے کہ فلاں آدمی کوڑھ زدہ یا کانا یا لمبے یا پست قد والا ہے یا پیلے یا زرد رنگ والا ہے یا کسی ایسے عیب کا تذکرہ کرنا جس کا ذکر کرنا ناپسند کیا جاتا ہے۔

حسب و نسب میں غیبت: کسی کے نقص کے طور پر اس کے خاندان یا حسب و نسب کا تذکرہ کرنا۔

دوستوں کی مجالس: جو دوسروں کی بے عزتی کرتے اور اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں بجائے اس کے کہ آپ ان کو ڈانٹیں یا اس سے روکیں۔ بلکہ خود بھی ان سے تعاون کرتے ہیں۔

دوسروں کی تنقیص اور اپنی مدح و تعریف کرنا: جیسے کسی آدمی کا اس کے پاس تذکرہ کیا جائے اور اسکی فضیلت اور شرف کو بیان کیا جائے تو وہ کسی حد تک تو اس کو تسلیم کرے مگر ساتھ ہی اسکی برائیاں بھی بیان کرنے لگ جائے۔ اس کو شیطان یہ سمجھاتا ہے کہ یہ بھی نصیحت کی ہی قسم ہے حالانکہ اگر یہ نصیحت کرنے میں سچا ہوتا تو اسے تنہائی میں سمجھاتا۔

حسد: جیسا کہ وہ لوگوں کی باتیں سنتا ہے جو ایک آدمی کی تعریف کرتے ہیں تو اس کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے، وہ اس کی نعمت کے ختم اور زائل ہونے کی تمنا کرتا ہے، لیکن اس کا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ وہ اس کو ختم کر سکے۔

غیبت کا کفارہ: غیبت کبیرہ گناہوں میں سے ہے اس گناہ کے بڑا ہونے کی دو وجوہات ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ متعلق ہے۔ اس لئے کہ اس غیبت کرنے والے نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور اس سے معافی توبہ استغفار کے ذریعے ہو گی۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ بندے کا حق ہے اور اس حق سے معافی ممکن نہیں جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کر دے۔49

غیبت کا ایک بڑا سبب اپنے غصے کی آگ کو بجھانا ہے، کبھی آدمی کے حق میں کوئی ایسا کام ہو جاتا ہے جو اس کی غضبناکی کا سبب بن جاتا ہے۔ اب جب بھی اس کا غصہ بھڑکتا ہے تو وہ اسے اس شخص کی غیبت کر کے بجھاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ کے ارشادات کو یاد کرے۔ کبھی غیبت کے پیچھے یہ جذبہ کار فرما ہوتا ہے کہ خود کو برتر اور دوسے کو کمتر ثابت کرے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ آدمی اس بات پر یقین رکھے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ ہی بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے اور اس دنیا کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔

بعض اوقات آدمی غیبت محض اس لئے کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو ہنسانے کا سامان کرے تو اس موقع پر اسے جھوٹ کی قباحت و ممانعت والی احادیث پر غور کرنا چاہیے۔ غیبت حسد کی وجہ سے ہو تو وہ محسود کے آخرت میں مقام و مرتبے پر غور کرے۔

ارتکاب کا سبب بنتی ہے۔ اس لئے آدمی کو چاہیے کہ خود کو مصروف رکھے۔50 فرصت اور بیکاری بھی غیبت کے

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

تبصرہ: غیبت کی شریعت میں شدید مذمت بیان کی گئی ہے۔ غیبت کرنے والے کی نظر دوسروں کے عیوب پر ہوتی ہے جبکہ وہ اپنی خامیوں سے بے پرواہ رہتا ہے۔

نفاق:

آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ امت مسلمہ قرآن وسنت کی حقیقی معنی میں پیروی کرے اور اپنا تزکیہ کر کے اپنی ذات کی اصلاح کے ذریعے روح کی معرفت اور دل کا سکون حاصل کرے تاکہ نہ صرف وہ اپنی ذات میں خیر کا منبع ہو بلکہ دوسروں کے لئے بھی خیر و بھلائی کا باعث بنے۔

نفاق کی تعریف:

نفاق کا مادہ نفق (ن،ف،ق) اسکا مطلب ہے خرچ ہونا۔ نَفَقَ کا مطلب سرنگ بھی ہے۔ نافقہ گوہ کا بل جس کے دو منہ ہوتے ہیں۔ دوغلے پن یا دو چہرے رکھنے والے کو بھی منافق کہا جاتا ہے۔ نفاق کی اصولی تعریف یہ ہے کہ دل اور زبان متفق نہ ہوں۔

نفاق کی دو قسمیں ہیں اعتقادی اور عملی نفاق۔

: ا۔ اعتقادی نفاق

اعتقادی نفاق کی تعریف یہ ہے کہ آدمی ایمان کا اظہار تو کرے مگر دل میں ایسا انکار رکھے جو ارادتاً ہو یا دوسرے لفظوں میں اقرار ظاہر کرنا اور انکار چھپانا۔ اعتقادی نفاق کفر کی بدترین قسم ہے۔

2 ۔ عملی نفاق :

نفاق عملی یہ ہے کہ دین کے احکام کو ماننے کے باوجود ان پر دانستہ اور اختیاراً عمل نہ کیا جائے جیسا کہ قرآن حکیم نے سورۃ الصف میں ان لوگوں کی نکیر کی ہے جن کے قول و فعل میں تضاد ہو۔ عملی نفاق فسق ہے۔

لا الہ الا اللہ وہ کلمہ ہے جس سے اللہ نے مسلمانوں کے دلوں کو باندھ رکھا ہے پس جس نے یہ کلمہ پڑھا اور برے اعمال کئے وہ منافق ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یایھا الذین امنو لم تقولون مالا تفعلون۔51

مومنو تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

آیۃ المنافق ثلاث: اذا حدث کذب ، اذااوتمن خان و اذا و عد اخلف ۔52

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کی جھوٹ کفر کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے۔ امام صاحب کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں کہیں نفاق کا ذکر کیا اس کے ساتھ جھوٹ کا ذکر کیا ہے اور جب جھوٹ کا تذکرہ کیا تو اس کے ساتھ نفاق کو ذکر کیا ہے۔ جھوٹا ہر حال میں قابل مذمت ہے، خواہ وہ سنجیدگی سے جھوٹ بولے یا مذاق میں، اس مذموم عادت سے بچ کر رہیے، اس لئے کہ نفاق کی ساری عمارت اور اس کا مرکزی ستون، اس کا مرکز، اس کی جولان گاہ، اس کی جائے پناہ اور اس کا سہارا جھوٹ ہی پر منحصر ہے۔ دھوکہ نفاق کی نشانی ہے۔ جس نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ یا حکمران وقت کے ساتھ یا کسی مسلمان کے ساتھ معاہدہ کیا اور پھر دھوکہ دیا،

اس نے اپنی جان پر نفاق کی گواہی، کردار سے ثبت کر دی۔

جس نے وعدے کی خلاف ورزی کی اور ذمہ داری کا مظاہرہ نہ کیا تو سمجھ لیں کہ اس میں نفاق کی علامت موجود ہے۔ مسلمانوں کے ہاں وعدے کے معاملے میں ایسی غیر ذمہ دارانہ حرکت کا اکثر مظاہرہ ہوتا ہے۔ جب کوئی تم سے کسی وقت، دن یا جگہ کا وعدہ کرے، پھر بغیر کسی معقول عذر کے وعدہ خلافی کرے تو سمجھ لو کہ اس میں نفاق کا ایک حصہ موجود ہے۔ آئندہ کے لئے اس سے ہاتھ جھاڑ لو۔53

منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے اور امانت میں خیانت کرے۔

بدقسمتی سے ہمارے ہاں نفاق کو مدینے کے منافقین کے ساتھ خاص کر کے ماضی کا ایک قصہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ نفاق کا ہماری سوسائٹی سے کفر و شرک سے بھی زیادہ تعلق ہے بحیثیت مسلمان ہمارے ہاں اس بات کا امکان تو بہت ہی کم پایا جاتا ہے کہ کوئی علی الاعلان شرک کا اظہار کرے البتہ یہ عین ممکن ہے کہ وہ کلمہ توحید پڑھ کر خدا کی توحید کی گواہی دے اور توحید کے تقاضوں پر عمل نہ کرے، وہ رسول کو مانے تو صحیح لیکن اس کے حکم سے روگردانی کرے وہ قرآن کو خدا کی کتاب تو مانے لیکن کتاب میں جو لکھا ہے وہ پورا کا پورا نہ مانے۔ اپنے اندر کے ممکنہ نفاق کا جاننا ہر مسلمان کے لئے لازم ہے۔

منافقت ایک نفسیاتی رویہ ہے اور یہ زندگی کے کسی بھی معاملے میں ہو سکتا ہے ایک شخص ضروری نہیں کسی ایک میدان میں نفاق کا شکار ہو تو باقی معاملات میں بھی نفاق کا شکار ہو، مثال کے طور پر عین ممکن ہے کہ ایک شخص مذہبی طور پر تو نفاق کا شکار نہ ہو لیکن سماجی معاملات میں قول و فعل کے تضاد کا شکار ہو۔

انسان عمومی حالات میں تو اکثر شریف بن کر رہتا ہے اور ایمان اور اخلاق کے تقاضوں پر عمل کرتا ہی ہے کبھی کبھی اس کے دل کے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کھوٹ کو ظاہر کرنے لے لئے اللہ تعالٰی خصوصی حالات پیدا فرماتے ہیں جس سے اسکی اصل شخصیت سامنے آتی ہے اور اندر کا نفاق ظاہر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص عام حالات میں بڑا مہذب ہونے کا دعوی کرتا ہے لیکن ٹریفک میں پھنستا ہے تو گالیاں دینے لگتا ہے یا کوئی تنقید کرتا ہے تو بھڑک اٹھتا ہے۔ ایک شخص عام حالات میں تو اللہ کے احکامات کا پابند رہتا ہے لیکن جب کوئی مصیبت آتی ہے تو دل میں خدا کو برا بھلا کہنے لگتا ہے۔ ایک شخص عام حالات میں تو ماں باپ سے احسان کا دعوی کرتا ہے لیکن انکی طرف سے کوئی سخت لیکن قابل عمل تقاضا سامنے آتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ یہ خصوصی حالات کا نفاق ہے جس سے کامیابی سے گزرنا کافی مشکل ہے۔ 54

خلاصہ:

ہمارا نفس ہمیں اچھائیوں کی طرف بھی راغب کر سکتا ہے اور برائیوں میں بھی مبتلا کر سکتا ہے۔ ظاہر کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ باطن کا تزکیہ کرنا بھی مومن کی زندگی کا مقصد ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰی نے جن مقاصد کے لئے مبعوث کیا ان میں سے تزکیہ نفس بھی ہے۔ نفس کا تزکیہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب انسان اپنے آپ کو اخلاقی برائیوں سے پاک کرے۔ جیسے بغض و کینہ جس میں اپنے کسی مسلمان بھائی کے لئے برے جذبات رکھنا اس سے منع فرمایا ہے بلکہ ہر مسلمان کے لئے اچھا گمان رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بخل کی وجہ سے انسان کا دل تنگ ہوتا ہے اور اس میں کم ظرفی پیدا ہوتی ہے۔ سخاوت کی صفت کو اپنانا پسندیدہ ہے۔ تکبر یہ ہے کہ اپنی آپ کو بڑا سمجھ کر کسی دوسرے کی تحقیر کی جائے یہ بڑا سمجھنا مال و دولت کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے اور اپنی کسی خوبی اور صلاحیت کی بنا پر بھی۔ جھوٹ سے مراد خلاف حقیقت بات کرنا ہے جبکہ مسلمانوں کو تحقیق کے بعد تصدیق کا حکم دیا گیا ہے۔ حسد، حرص و طمع، ریا، غضب، حب دنیا، غیبت اور نفاق جیسے باطنی امراض انسان کو باطنی شخصیت کو بری طرح نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ چند اہم باطنی بیماریاں ہیں جن کا تعارف یہاں پیش کیا گیا ہے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ان روحانی و باطنی بیماریوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

References

1) ڈاکٹر محمد امین، ترک رزائل: 23 اسلام آباد یو دب اکادمی، 2005۔
2) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، کیمیائے سعادت: 344، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور۔
3) علی حسین، دلیل (اخبار)، موضوع:۔روح کی حقیقت کیا ہے؟ تاریخ اشاعت: 5 اگست 2020۔
4) سورۃ الحج، آیت: 46۔
5) امام محمد ترمذی، جامع الترمذی، کتاب: العلم، باب و من سورۃ الحجر، حدیث: 3052، مکتبہ العربیہ السعودیہ، ریاض 1999۔
6) سورۃ الشمس، آیت: 7۔
7) سورۃ الاسرا، آیت: 85
8) خواجہ شمس الدین عظیمی، اسم اعظم، مکتبہ عظیمیہ، اردو بازار لاہور، 2001۔
9) سورۃ المائدہ، آیت: 54۔
10) محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ماینھی عن التحاسد، حدیث: 6065، مکتبہ العربیہ السعودیہ، 2000۔
11) امام مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب:، باب: حسد اور بغض اور دشمنی کا حرام ہونا، حدیث 6530، مکتبہ مصطفٰی البانی الحلبی، مصر، 1975۔
12) طیبہ ضیاء چیمہ، کینہ ایک زہر قاتل، روزنامہ نوائے وقت (نیویارک)، 12 جون 2022۔
13) سورۃ الحشر، آیت: ۹۔
14) امام ترمذی محمد بن عیسی، سنن ترمذی، ا، کتاب البر، باب ماجاء فی السخاء، حدیث: 1961، مکتبہ العربیہ السعودیہ، ریاض 1999۔
15) ڈاکٹر مولانا انعام اللہ، بخل سے پرہیز کریں، روزنامہ دنیا، 18 جون 2021۔
16) مولانا اشرف علی تھانوی، شریعت و طریقت: 138، لاہور، ادارہ اسلامیات۔
17) ابن قیم جوزیہ، جلاء الافہام: 385۔
18) امام محمد بن محمد غزالی، احیاء علوم الدین، مکتبۃ المدینہ، کراچی، 2013۔
19) امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ: 61، حدیث: 147۔
20) سورۃ الاسرا، آیت: 371۔
21) امام مسلم، صحیح مسلم، جلد اول، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم، اسباب الازار: 68، حدیث 172۔
.22) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: مولانا مفتی تقدس علی خان، مکاشفۃ القلوب: 418، مکتبۃ المدینۃ کراچی، 2014

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

23) سورۃ مومن، آیت28۔

24) امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال المنافق، حدیث:211۔

25) پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی، جھوٹ کی سنگینی اور اسکی اقسام، طبع اول جنوری 2007، قدوسیہ اسلامک پریس، ص:45،187،68اردو بازار لاہور۔

26) سورۃ النساء، آیت:54۔

27) امام ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب تحریم الحسد، حدیث59۔

28) امام ترمذی، جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب ماجاء فی ظن السوء۔

29) سورۃ الفلق، آیت:5۔

30) امام ابن قیم الجوزی،، حاسدوں کے شر سے بچو: 97، دار البلاغ پبلشر، لاہور پاکستان،۔2005

31) الشیخ الحسن علی بن احمد الرازی رحمۃ اللہ علیہ، حسد، علاج، نقصانات، ادارہ دعوت و تبلیغ، اردو بازار کراچی، 2014

32) سورۃ، التوبۃ، آیت:34۔

33) امام ابو داؤد، سنن ابی داؤد، اکتاب الزکاۃ، باب فی الشح، حدیث:1698۔

.34) حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی، نصیحت و وصیت /2، دار التصنیف معہد الفقیر الاسلامی، جھنگ، 2018

35) سورۃ العنکبوت، آیت:64۔

36) مام ترمذی، سنن ترمذی، ا، کتاب زھد، ورع، تقوی اور پرہیز گاری، باب بقدر کفاف (روزمرہ کے خرچ) پر صبر کی ترغیب، حدیث2348۔

37) حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت، مارچ، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال کراچی، 2016

38) مولانا حافظ عبد الرحمن سلفی، حب دنیا یاد الہی سے غفلت کا سبب، جنگ میگزین آرٹیکل، 2جولائی 2021۔

39) سورۃ البقرۃ،، آیت264۔

40) امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب تحریم الریاء، حدیث7477۔

41) سعید بن علی بن وہف القحطانی، اخلاص کے ثمرات اور ریاکاری کے نقصانات:37، مکتبہ اسلامیہ لاہور، 2014

42) سورۃ الشوری، آیت37۔

43) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل من یملک نفسہ عند الغضب، حدیث6614۔

44) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، حدیث:6116۔

45) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، غصہ کا وبال اور اس کا علاج، ادارہ افادات اشرفیہ دوبگاہر دوئی روڈ لکھنو، 1431ہجری۔

46) حافظ عبد الرزاق اظہر، رحمۃ للعالمین غصے میں کیوں، مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار لاہور، 2016۔

47) سورۃ، الحجرات، آیت:12۔

48) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، صحیح مسلم، کتاب حسن سلوک، صلہ رحمی اور ادب، باب: مسلمان پر ظلم کرنا اور اس کو ذلیل کرنا حرام ہے، حدیث:6541۔

49) محمد اسلم صدیقی، غیبت کے نقصانات، طبع اول 2003، مرکز دعوت التوحید ٹرسٹ، اسلام آباد، 2003۔

50) مولانا ساجد اسید ندوی، غیبت یا دونوں جہاں کی مصیبت، مکتبہ الفہیم منو نوتھ بھنجن یوپی، جنوری2012۔

51) سورۃ، الصف، آیت:2۔

52) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، صحیح بخاری جلد اول، کتاب الایمان، باب علامت المنافق، حدیث: 33۔

53) الاستاذ عائض عبد اللہ القرنی، نفاق کی نشانیاں، شرکت پرنٹنگ پریس، نسبت روڈ لاہور، 1996۔

54) ڈاکٹر محمد عقیل، دلیل اخبار، آرٹیکل کا موضوع: نفاق کیا ہے اور اس سے کیسے بچا جائے؟، 22جنوری 2018۔